عزاداری انبیاء و ائمہ طاہرین علیہم السلام

<"xml encoding="UTF-8?>

سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے غم میں عزاداری کی ایک طویل تاریخ اور بلند مقام ہے۔ جب حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا گیا تو وہ کچھ عرصہ تلاش میں تھے کہ کس طرح اپنے ماضی کی تلافی کریں اور بارگاہِ الٰہی میں دوبارہ حضور کی سعادت حاصل کریں۔ چنانچہ جناب جبرئیلؑ نازل ہوئے اور یہ کلمات تعلیم فرمائے تاکہ ان کے وسیلے سے اذنِ وصال مل جائے:
یا حمیدُ بحقِ محمد، یا عالی بحقِ علی، یا فاطرُ بحقِ فاطمہ، یامحسنُ بحقِ الحسن و الحسین و منکَ الاحسان۔
یعنی اے لائق حمد بحقِ محمد، اے بلند مرتبہ بحقِ علیؑ، اے خلق کرنے والے بحقِ فاطمہؑ، اے نیکی کرنے والے بحقِ حسنؑ و حسینؑ اور نیکیاں تجھ ہی سے ہیں۔
جب جناب آدمؑ نے ان اسمائ کو دہرایا تو جبرئیلؑ سے پوچھا: ”جب حسینؑ کا نام زبان پر لاتا ہوں کیوں میرا دل شکستہ ہو جاتا ہے اور دل پر غم کے بادل چھا جاتے ہیں اور آنسو جاری ہوجاتے ہیں؟“ جبرئیلؑ نے جواب میں امامؑ کے مقام و مرتبے کی جانب اشارہ کیا اور آپؑ پر پڑنے والے مصائب بتائے اور خصوصیت کے ساتھ آپؑ کی اور آپؑ کے ساتھیوں کی پیاس کا ذکر کیا۔ (بحار الانوار ج ٤٦)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی یزید پر لعنت:

امام حسینؑ اور ان کے اصحاب پر لعنت کا تعلق صرف کربلا والوں کی شہادت کے بعد سے نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیمؑ بھی یزید پر لعنت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت ابراہیمؑ سرزمین کربلا سے گزر رہے تھے کہ گھوڑے سے گر گئے اور آپؑ کے سر پر زخم لگا اور خون جاری ہوگیا۔ آپؑ نے خدا کے حضور استغفار کیا اور عرض کیا: ”خدایا! مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے؟“
جبرئیلؑ نے نازل ہوکر فرمایا: ”آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ یہاں آخری نبی اور ان کے بلافصل جانشین کا بیٹا مارا جائے گا اور آپ کا خون اس کی ہمدردی میں جاری ہوا ہے۔“
جناب ابراہیمؑ نے پوچھا: ”اس کا قاتل کون ہوگا؟“
بولے: ”ایک ایسا شخص جس پر آسمان والے اور زمین والے لعنت بھیجتے ہیں۔“
یہ سُن کر خلیل اللہ نے بھی ہاتھ اٹھائے اور یزید پر بہت لعنت کی۔ (بحار الانوار جلد ٤٦)

امام حسینؑ سے حضرت ابراہیمؑ کی محبت:

امام علی رضاؑ ایک حدیث میں فرماتے ہیں:
”جب اللہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا (اور آخر میں دنبہ ذبح ہوا) تو جناب

ابراہیمؑ نے آرزو کی کہ کاش دنبہ نہ آیا ہوتا تاکہ وہ بھی مصیبت اٹھانے والوں کا عظیم درجہ حاصل کرپاتے۔ اس موقع پر خدا نے وحی کی: ”اے ابراہیم! مخلوق میں تیرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟“
جواب دیا: ”تیری کوئی مخلوق میرے نزدیک تیرے حبیب محمد ہ سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔“
خدا نے فرمایا: ”تجھے محمدہ اور اس کے فرزند سے زیادہ محبت ہے یا خود سے اور اپنے بیٹے سے؟“
جواب دیا: ”محمدہ اور اس کے بیٹے سے۔“
خدا نے فرمایا: ”محمدہ کے فرزند کا اس کے دشمن کے ہاتھوں ظلم کے عالم میں قتل ہوجانا زیادہ دردناک ہے یا تیرے ہاتھوں تیرے بیٹے کا میری اطاعت میں قربان کر دینا؟“
جواب دیا: ”محمدہ کے فرزند کا ذبح ہونا زیادہ دردناک ہے۔“
خدا نے فرمایا: ”اے ابراہیم! بہت جلد ایک گروہ ظلم کرتے ہوئے ان کے بیٹے کو ذبح کرے گا جس کے نتیجے میں وہ گروہ میرے غضب کا شکار ہوگا۔“
پس جناب ابراہیمؑ نے گریہ کیا۔
خدا نے فرمایا: ”اے ابراہیم! محمدہ کے فرزند (امام حسینؑ) پر تیرے اس گریہ کو میں نے تیرے بیٹے پر گریہ کی جگہ قرار دیا (اگر وہ قربانی ہو جاتا) اور صاحبانِ مصائب کو ملنے والا اعلی ترین درجہ تجھے عطا کیا۔“ (خصال صدوق)

حضرت موسی علیہ السلام کی نفرین:

حضرت موسی علیہ السلام نے قاتلانِ امام حسینؑ پر لعنت و نفرین کی ہے۔ ایک مرتبہ وہ یوشع بن نون کے ہمراہ سفر کے دوران سرزمین کربلا پر پہنچے۔ اچانک آپؑ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا اور جوتا آپ کے پیر سے نکل گیا۔ اسی وقت ایک کانٹا آپؑ کے پیر میں چبھا اور خون جاری ہوگیا۔ انہوں نے عرض کیا: ”خدایا! مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا ہے؟“
وحی نازل ہوئی کہ ”یہ مقام شہادتِ حسینؑ کا مقام ہے اور تیرا خون اس لئے جاری ہوا کہ مانند خونِ حسینؑ ہو جائے۔“
حضرت موسی نے پوچھا: ”حسینؑ کون ہے؟“
ارشاد ہوا: ”وہ محمد مصطفی کا نواسہ اور علی مرتضی کا بیٹا ہے۔“
حضرت موسی نے پوچھا: ”حسینؑ کا قاتل کون ہے؟“
فرمایا: ”وہ ایسا شخص ہے جس پر دریاوں کی مچھلیاں، جنگلوں کے جانور اور ہوا میں اڑنے والے پرندے لعنت کرتے ہیں۔“
یہ سُن کر حضرت موسی نے ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھایا اور یزید پر لعنت کی اور یوشع نے آمین کہا۔(خصالِ صدوق)
کہیعص کی تاویل:
سعد بن عبد اللہ اشعری کہتے ہیں: ”میں نے امام زمانؑ سے پوچھا: ”کہیعص کی تاویل کیا ہے؟“
فرمایا: ”یہ حروف ایک راز ہے جو خدا نے حضرت زکریا کو بتایا تھا ۔وہ چاہتے تھے کہ پنجتن آل عباؑ سے واقف ہو

جائیں جو جبرئیلؑ نے انہیں بتائے تھے۔ جب کبھی جناب زکریاؑ ان ناموں کو اپنی زبان پرجاری کرتے ان کا حزن و اندوہ دور ہو جاتا۔ لیکن حسینؑ کا نام زبان پرآتے ہی اشک جاری ہو جاتے اور دل غم سے بوجھل ہو جاتا۔ ایک دن انہوں نے خدا سے عرض کی۔ ”دل کی اس تسکین اور آنسووں کی برسات کا سبب کیا ہے؟“
خدا نے فرمایا: ”کاف‘ سے سرزمین کربلا کی جانب اشارہ ہے اور ’ہا‘ خانوادہ رسولﷺ کی شہادت کی نشانی ہے، ’یائ‘ کا اشارہ قاتلِ حسینؑ کی طرف ہے جس کا نام یزید ہے اور ’عین‘ سے مراد عطش (پیاس) ہے اور ’صاد‘ اس کے صبر و استقامت کی علامت ہے۔“
جب حضرت زکریاؑ کو یہ معلوم ہوا تو تین روز تک مسجد میں مقیم رہے اور کسی سے ملاقات نہ کی۔ اس دوران تنہائی میں امام حسینؑ پر گریہ کرتے اور مرثیہ پڑھتے رہے۔ اس کے بعد خدا سے عرض کیا: ”خدایا مجھے ایک بیٹا عطا کر تاکہ میں اس کا غم اٹھاوں اور آخری نبی کے ساتھ ہمدردی کروں۔“
چنانچہ خدا نے حضرت یحیی ان کو عطاکئے جو اپنے زمانے کے طاغوت کے ہاتھوں دردناک ترین انداز میں شہید ہوئے۔ (احتجاج طبرسی)

نبی اکرم ﷺ اور ائمہ طاہرین کی عزاداری

اشکِ نبیﷺ:

نبی اکرم ﷺ مختلف مناسبتوں سے امام حسینؑ کے مصائب بیان فرماتے اورگریہ کرتے تھے۔ جب امام حسینؑ آپﷺ کے حضور تشریف لاتے توآپﷺ اسے اپنی آغوش میں لے لیتے اور حضرت علیؑ سے فرماتے کہ ان کا خیال رکھیں۔ پھر ان کا بوسہ لیتے اور گریہ کرتے۔ جب امام حسینؑ نے آپﷺ سے گریہ کا سبب پوچھا تو فرمایا: ”میں تلواروں کے وار کے مقامات کا بوسہ لیتا ہوں اور گریہ کرتا ہوں۔“
امامؑ نے پوچھا: ”کیا میں مارا جاوں گا؟“
فرمایا: ”ہاں، خدا کی قسم تم بھی، تمہارا بابا بھی اور تمہارا بھائی بھی مارے جاو گے۔“
امام حسینؑ نے فرمایا: ”کیا ہماری قتل گاہیں اور مدفن جدا جدا ہیں؟“
فرمایا: ”ہاں، بیٹا!“
اب امام حسینؑ نے پوچھا: ”ہماری زیارت کے لئے کون آئے گا؟“
نبیﷺ نے فرمایا: ”میرے، تمہارے بابا کے، تمہارے بھائی کے اور تمہارے زوار میری امت کے سچے اور حق کے متلاشی لوگ ہوں گے۔“ (بحار الانوار ج٤٤)

نبی اکرم ﷺ کی لعنت:

امام حسینؑ کی ولادت کے دو سال بعد نبی اکرم ﷺ ایک مرتبہ عازمِ سفر ہوئے۔ راستے میں ایک مقام پر ٹھہر گئے اور روتے ہوئے فرمانے لگے: ”انا للہ و انا الیہ راجعون“۔ جب لوگوں نے اس عمل کی وجہ دریافت کی تو فرمایا: ”ابھی

جبرئیلؑ نے مجھے ایک علاقے کی اطلاع دی ہے جو نہر فرات کے کنارے واقع ہے اور اس کا نام کربلا ہے۔ میرا فرزند حسینؑ (فاطمہؑ کا بیٹا) اس سرزمین پر مارا جائے گا۔"
عرض کیا: "اسے کون قتل کرے گا؟"
فرمایا: "ایک شخص جس کا نام یزید ہوگا۔ خدا اس پر لعنت کرے! گویا میں اس مقام کو دیکھ رہا ہوں جہاں حسینؑ کی روح پرواز کر جائے گی اور اسے دفن کیا جائے گا۔" (اللهوف فی قتلی الطفوف)

جبرئیل علیہ السلام کی خبر:

سفر سے واپس آکر نبی اکرمﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں کو نصیحت کی۔ آخر میں اپنا دایاں ہاتھ حسنؑ کے سر پر اور بایاں ہاتھ حسینؑ کے سر پر رکھا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا: "خدایا! محمد تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر ہے اور یہ میرے خاندان کے پاکیزہ ترین اور میرے فرزندوں اور خاندان میں برگزیدہ ترین افراد ہیں۔ میں اپنے بعد ان دو کو اپنی امت کے درمیان چھوڑ کے جاوں گا۔ جبرئیلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ میرا یہ بیٹا (امام حسینؑ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے) عالمِ غربت میں مظلوم مارا جائے گا۔ بارِ الہا! شہادت کو اس کے لئے مبارک فرما اور اسے شہیدوں کو سردار بنا دے۔ خداوندا! جو لوگ اسے تنہا چھوڑ دیں اور جو لوگ اسے قتل کرنے کی کوشش کریں، انہیں دنیا و آخرت کی برکت سے محروم کردے!" (اللهوف فی قتلی الطفوف)

نبی کے جگر کا ٹکڑا:

جب نبی اکرم ﷺ لوگوں کو امام حسینؑ کے مصائب بتا رہے تھے تو وہ گریہ کر رہے تھے۔ نبی اکرمﷺ نے ان سے فرمایا: "کیا تم حسینؑ پر گریہ کر رہے ہو اور اس کی مدد نہیں کرو گے؟" اس کے بعد برافروختہ اور سرخ چہرے کے ساتھ جب کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے، مختصر خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر فرمایا:
"اے لوگو! میں دو نفیس یادگاریں تمہارے درمیان چھوڑ کے جارہا ہوں؛ یہ دو خدا کی کتاب اور میری عترت اور خاندان ہے۔ یہ میرے آب و گل سے مخلوط اور میرے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ یہ دو ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آجائیں۔ آگاہ رہو! کہ میں ان دونوں کا انتظار کروں گا اور ان دو کے بارے میں تم سے سوائے اس کے کوئی چیز نہیں چاہتا جس کا میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے۔ پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے اقربائ اور اعزائ کی دوستی کا تم سے تقاضا کروں۔ مبادا کہ جب روزِ قیامت حوض کے کنارے مجھ سے ملاقات کرو کہ میرے خاندان سے دشمنی رکھتے ہو اور ان پر ستم کر چکے ہو!"
(اللهوف فی قتلی الطفوف)

امام حسینؑ کا گریہ :

امام حسینؑ امام حسنؑ کی زندگی کے آخری لمحات میں ان کے پاس پہنچے اور بہت گریہ کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا: "کیوں رو رہے ہو؟"
جواب دیا: "آپ کی حالت دیکھ کر!"
امام حسنؑ نے فرمایا: "میں زہر سے مارا جاوں گا لیکن تیرے دن جیسا تو کوئی دن نہیں ہے کہ تیس ہزار بظاہر مسلمان .. اور حقیقتاً کافر.. تیرے گرد جمع ہو جائیں گے تاکہ تجھے قتل کردیں اور تیرے حرم اور خاندان کی بے احترامی کریں۔ پھر انہیں قیدی بنا کر تیرے خیموں کو لوٹ لیں۔ اس موقع پر خدا بنو امیہ پر لعنت بھیجے گا اور اس ہولناک مصیبت پر آسمان گریہ کرے گا۔ نہ صرف آسمان بلکہ زمین و زمان تم پر روئیں گے یہاں تک کہ وحشی جانور اور دریاوں کی مچھلیاں بھی۔" (بحار الانوار ج ٤٥)

امام سجادؑ لوگوں کو جھنجھوڑ رہے ہیں:

ایک دن امام زین العابدینؑ بازار سے گزر رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک قصاب بھیڑ کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔ امام وہاں ٹھہر گئے اور رونے لگے۔ وہ قصاب اور بازار میں پھرنے والے لوگ آپؑ کے گرد جمع ہوگئے۔ قصاب کو خدشہ تھا کہ کہیں اس سے کوئی غلطی سرزد نہ ہوگئی ہو، اس لئے اس نے آپؑ سے معذرت خواہی کی۔ امام سجادؑ نے سب کے سامنے اس سے پوچھا: "اس جانور کو تم نے پانی پلایا ہے؟"
کہنے لگا: "یابن رسول اللہ! سب مسلمان ایسے ہی کرتے ہیں۔"
یہ سُن کر امامؑ نے فرمایا: "میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے بابا کو، میرے بھائیوں کو اور ان کے اصحاب کو فرات کے آبِ گوارا کے کنارے پیاسا شہید کر دیا گیا"۔
اس طرح امام سجادؑ نے بازار کے اندر سید الشہدائؑ کے لئے مجلس عزاداری برپا کی اور مصائب بیان کئے۔ (بحار الانوار ج ٤٦)

سوزِ امام سجادؑ:

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: "سانحہ کربلا کے بعد امام سجادؑ بیس سال تک روتے رہے۔ جب کھانا آپ کے سامنے رکھا جاتا تو آپؑ گریہ فرماتے۔ ایک دن ایک غلام نے پوچھا: "میں آپ کے قربان جاوں! مجھے خوف ہے کہ اس حالت میں آپ کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔"
امامؑ نے فرمایا: "میں اپنا غم خدا کے سامنے پیش کرتا ہوں (یعنی تم اس حقیقت کوسمجھنے سے قاصر ہو کہ میں اسے بیان کروں) اور میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم لوگ نہیں جانتے۔ جب اولادِ فاطمہؑ کا مقتل مجھے یاد آتا ہے تو میری آنکھیں اشکوں سے لبریز ہو جاتی ہیں۔" (بحار الانوار ج ٤٦)

غم انگیز دن:

ایک دن امام سجادؑ نے علمدار کربلا حضرت عباسؑ کے بیٹے عبید اللہ کو دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آگئے۔
فرمایا:
”جنگ اُحد سے بڑھ کر نبی اکرم ہ کے لئے سخت دن کوئی اور نہیں تھا کیونکہ اس دن آپہ کے چچا اور خدا و رسولہ کے شیر شہید ہوئے۔ اس کے بعد جنگ موتہ کا دن تھا کہ جب آپہ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیار شہید ہوئے۔ لیکن ہمارے لئے عاشور سے بڑھ کر سخت دن کوئی نہیں کہ تیس ہزار افراد جمع ہوئے تاکہ میرے بابا سید الشہدائ کو شہید کر دیں اور اپنے اس گھناونے فعل کے ذریعے قربِ خدا کی تمنا کریں؛ جب کہ آپؑ انہیں نصیحت اور موعظہ بھی کر رہے تھے اور انہیں خدا یاد دلا رہے تھے، لیکن انہوں نے دشمنی اور ستم روا رکھتے ہوئے میرے بابا کو قتل کردیا۔“ (بحار الانوار ج ٤٤)

امام حسینؑ کا زوار، اہلبیتؑ کا ہم نشین:

امام باقرؑ نے فرمایا: ”جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا مقام بہشت بریں ہو، وہ زیارتِ مظلوم کو ترک نہ کرے۔“
کسی نے پوچھا: ”مظلوم کون ہے؟“
فرمایا: ”حسینؑ بن علیؑ کہ جس نے انقلابِ عاشورائ کو جنم دیا۔ جو شخص ان کے عشق میں اور خاندانِ رسالت کی محبت میں ان کی زیارت کے لئے جائے گا، دوسرے لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اہلبیتِ نبوی کے ساتھ ہم نشیں ہوگا۔“ (بحار الانوار ج ١٠١)

روزِ عاشور:

امام جعفر صادقؑ کے ایک صحابی عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں: ”روزِ عاشور میں امام صادقؑ کے حضور شرفیاب ہوا۔ آپؑ کی آنکھوں سے آنسو کے موتی ٹپک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: ”آپ کیوں گریہ کر رہے ہیں؟“
امامؑ نے جواب دیا: ”تم کیسے غافل ہوئے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ ایک ایسے دن میں کربلا کا عظیم سانحہ ہوا تھا؟“
میں نے عرض کیا: ”آپ کے خیال میں اس دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟“
فرمایا: ”پورا روزہ نہ رکھو اور نہ ایک رات پہلے روزے کی نیت کرو۔ عصر کے وقت تھوڑے پانی سے افطار کرلو؛ کیونکہ یہی وہ وقت تھا جب خاندانِ رسالت پر مسلط کی جانے والی سخت جنگ ختم ہوئی تھی۔ جب کہ ان میں سے تیس افراد زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ہ کے لئے انتہائی سخت تھا کہ انہیں اس حال میں دیکھیں۔ اگر اس دن آنحضورہ زندہ ہوتے تو یقینا صاحبِ عزا ہوتے اور اس دن انہیں تسلیت پیش کی جاتی۔“
(بحار الانوار ج ٤٥)

شاعر کی حوصلہ افزائی:

امام جعفر صادقؑ نے جعفر بن عفان طائی سے فرمایا: ”میں نے سنا ہے کہ تم حسینؑ بن علیؑ کے بارے میں شعر اور مرثیہ کہتے ہو اور بہت اچھے شعر کہتے ہو۔“
کہنے لگا: ”جی ہاں!“
اس کے بعد اپنے چند اشعار امامؑ کی خدمت میں پڑھ کر سنائے۔ آپؑ اور دوسرے حاضرین نے شدت سے گریہ کیا اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے۔ امامؑ نے فرمایا:
”اے جعفر! خدا کی قسم جس گھڑی تم حسینؑ کا مرثیہ پڑھ رہے تھے، خدا کے فرشتے اس کے گواہ اور سننے والے تھے۔ وہ بھی ہماری طرح رو رہے تھے۔ خدا نے تیرے لئے جنت کو لازم کر دیا اور تجھے بخش دیا۔“ (وسائل الشیعہ ج ۱۰)

عاشورائ کی یاد کے لئے امام کاظمؑ کی تدبیر:

امام موسی کاظمؑ ایسے ماحول میں زندگی گزار رہے تھے کہ آپؑ سے عزاداری حسینؑ کو برپا کرنے کا اختیار چھین لیا گیا تھا۔ لیکن امامؑ نے مناسب موقع پا کر لوگوں کی نگاہوں کو کربلا کی جانب مبذول کرایا۔ ایک سال نوروز کے دن ہارون الرشید نے امامؑ کو پیشکش کی کہ سیاسی اور فوجی افسران آپ سے ملنے آئیں گے۔ امامؑ نے انکار کیا لیکن ہارون الرشید نے سخت اصرار کے بعد امامؑ کو مجبور کردیا۔ تمام سیاسی اور فوجی افسران آپ کی خدمت میں باریاب ہوئے اور ہر ایک نے ہدیہ بھی پیش کیا۔ اس دوران ایک بوڑھا حاضر ہوا اور کہنے لگا: ”میں غریب آدمی ہوں اور کوئی ہدیہ نہیں دے سکتا لیکن آپؑ کے جد، حسینؑ کے بارے میں میرے والد نے ایک مرثیہ کہا تھا اس کے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔“ امامؑ نے اس کا بہت استقبال کیا اور اپنے نزدیک بٹھایا۔ ملاقاتیں ختم ہوئیں تو امامؑ نے ہارون کے اہلکار، جسے ہارون نے نگرانی کے لئے بٹھایا تھا، سے فرمایا: ”ہارون کے پاس جاو اور ان تحائف کے بارے میں معلوم کرو کہ کیا کرنا ہے؟“ وہ جاکر واپس آیا اور کہنے لگا: ”آپ کو ان تحائف میں اختیار حاصل ہے۔“ چنانچہ امامؑ نے وہ سارے تحائف اس شخص کو دے دیئے جس نے امام حسینؑ کا مرثیہ سنایا تھا اور اس طرح امامؑ نے انقلابِ حسینی کی پاسداری میں اہم کردار ادا کیا۔ (نفس المہموم، شیخ عباس قمی۲)

عزاداری حسینؑ اور امام علی رضاؑ :

امام علی رضاؑ مناسب موقعوں پر امام حسینؑ کے مصائب کا ذکر کرتے اور آپؑ کی یاد میں گریہ فرماتے تھے۔
آپؑ نے ابن شبیب سے کہا: ”اے فرزندِ شبیب! اگر کسی چیز پر رونا چاہتے ہو تو حسینؑ بن علیؑ پر گریہ کرو؛ کیونکہ ان کو اس طرح ذبح کیا گیا جس طرح جانور کا سر کاٹا جاتا ہے اور ان کے خاندان کے اٹھارہ مردوں کو جو اپنے دور کے بے مثال افراد تھے، بھی شہید کردیا۔ ان کی شہادت کے سوگ میں آسمانوں اورزمینوں نے گریہ کیا۔“ (بحار الانوار ج ٤٤)

حرم حسینی:

امام علی نقیؑ اپنے زمانے کے گھٹن آلود ماحول میں اپنے جد، حضرت امام حسینؑ، کے لئے علی الاعلان عزاداری برپا نہیں کرسکتے تھے۔ لیکن عاشورائی افکار کو پھیلانے کے لئے ہر مناسب موقع سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ آپؑ نے ایک شخص کو جو امام حسینؑ کی زیارت کے لئے جارہا تھا، فرمایا: ”اس عظیم مقام پر میرے لئے دعا کرنا؛ کیونکہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تم میرے ایسے مقام پر دعاکرو کہ جہاں پر خدا کو دعا کرنا پسند ہے، اور امام حسینؑ کا حرم ایسی ہی ایک جگہ ہے۔“ (بحار الانوار ج ۱۰۱)

امام زمانؑ کی مناجات:

امام زمانؑ سید الشہدائؑ کے غم میں فرماتے ہیں:
”اگر زمانے نے مجھے دور کردیا ہے اور تقدیرِ الٰہی نے مجھے آپؑ کی مدد سے روک لیا ہے اور میں آپؑ کے ساتھ مل کر آپؑ کے دشمنوں سے جنگ نہیں کر سکا ہوں، تو ہمیشہ آپ کے مصائب پر گریہ و زاری کرتا رہوں گا اور آنسووں کی جگہ اپنی آنکھوں سے خونِ دل بہاوں گا، یہاں تک کہ ان مصائب کے درد اور رنج و غم سے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردوں۔ (بحار الانوار ج ۱۰۱)